حفظِ حیا اور
ازدواجی زندگی

www.KitaboSunnat.com

اُمِ عبدِ منیب

مشربہ علم و حکمت
ندیم ٹاؤن ڈاکخانہ اعوان ٹاؤن لاہور
مشربہ علم و حکمت
0321-4609092

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے
کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی
کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے
درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حفظِ حیا اور ازدواجی زندگی

www.KitaboSunnat.com

امِ عبدِ منیب

مشربہ علم و حکمت
ندیم ٹاؤن ڈاکخانہ اعوان ٹاؤن لاہور
0321-4609092

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جمیع الحقوق محفوظۃ

نام کتاب ——— حفظِ حیا اور ازدواجی زندگی

اہتمام ——— محمد عبد منیب

ناشر ——— مشربہ علم وحکمت

اشاعت اول ——— صفر ۱۴۳۱ھ

قیمت ——— 25:00

ناشر: مشربہ علم وحکمت (دار الشکر)

ندیم ٹاؤن ملتان روڈ لاہور۔ پاکستان 0321-4609092 0300-4270553

ڈسٹری بیوٹر دار الکتب السلفیہ

غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور۔ فون: 042-37361505

☆ البلاغ Shop #: 4-LG لینڈ مارک پلازہ، جیل روڈ۔ لاہور

فون: 0300-8880450042-5717843

☆ اسلام آباد مکان نمبر 264 گلی نمبر 90 سیکٹر 8/4-I اسلام آباد۔

فون: 0300-5148847

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہرست

حیا کی اہمیت	6
سسرال کے گھر میں	9
لڑکی کا زیور اور لباس	12
میکے والے اور سہیلیاں	13
بزرگوں کے سامنے حیا	15
میاں بیوی کا عمومی رویّہ اور حفظِ حیا	17
اندازِ تخاطب	19
بیماری میں حیا	21
ولادت اور حیا	22
میاں بیوی کے تعلقات میں رازداری	26
دورِ حاضر کے چند مزید بے حیائی کے مناظر	29
مووی بنانا	29

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اخبارات میں شادی کی تصاویر دینا 31

مسہری سجانا 31

ہوٹلوں میں کمرہ بک کرانا 32

ہنی مون اور سالگرہ منانا 33

ازدواجی تعلق اور یورپی اقوام کا وطیرہ 33

ازدواجی تعلق، حفظِ حیا اور شرعی قانون 37

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سخن وضاحت

مندرجہ ذیل موضوع حیا کے والے سے بڑا نازک، حسّاس اور مشکل بھی ہے کیوں کہ شوہر اور بیوی کے معاملات ایسے ہیں کہ ان کو حیا کا درس سکھاتے سکھاتے خود بھی ان نازک الفاظ اور مسائل کو چھیڑنا پڑ جاتا ہے جن کا سرِ عام تذکرہ بہر حال پسندیدہ نہیں۔ ادھر معاشرے کی حالت یہ ہے کہ اخبارات اشتہارات، بینرز اور وڈیو گیمز میں ناجائز انداز سے بڑے گھناؤنے اور گندے رُوپ میں یہ سب دکھایا اور بتایا جا رہا ہے۔ دینی لحاظ سے بڑی محتاط اور اہلِ علم، باشعور خواتین کو یہ مسودہ پڑھانے کے بعد ہی اسے شائع کیا جا رہا ہے۔

بعض مسائل پر خواتین نے ڈھکے چھپے الفاظ میں بعض امور کے متعلق لکھنے کے لیے بار بار اصرار کیا اور چھپوانے کی طرف توجہ دلائی۔ بقول ان کے زبان سے کہنے کی بجائے تحریر دکھا دینا زیادہ مؤثر ہوتا ہے۔

شریعتِ اسلامیہ نے علمی، قانونی اور عدالتی علاج معالجے کی ضرورت کے تحت بہر حال ہر بات کو وضاحت کے ساتھ سمجھنے اور سمجھانے کی اجازت دی ہے۔ کلام مجید اور احادیث اس پر خود گواہ ہیں۔

"حفظِ حیا اور کنواری لڑکیاں" کے عنوان سے اسلامی معاشرے میں حیا کی جاری وساری روایت کا کچھ نقشہ پیش کیا جا چکا ہے۔ زیرِ نظر کتابچے میں ازدواجی زندگی میں حیا کے مختلف مظاہر اور طریقوں کے بارے میں نشان دہی کی جا رہی ہے۔

وما توفیقی إلّا باللہ

اُمِ عبد منیب...... محرم: ۱۴۳۱ھ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حیا کی اہمیت

حیا ایمان کا شعبہ ہے اور ایمان سب سے زیادہ مقدم و محبوب نعمت ! لہٰذا ایمان کی نگہداشت اور حیا کے لیے ضروری ہے کہ حیا کی بارش سے اسے مسلسل سینچنے کا عمل جاری رکھا جائے۔ جب کسی انسان کے اندر حیا کا آبِ حیات کم ہو جائے تو یہ خطرے کی علامت ہے کہ اس کا ایمان کم ہو گیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اَلْحَیَاءُ وَالْاِیْمَانُ قُرَنَاءُ فَاِذَا رُفِعَ اَحَدُھُمَا رُفِعَ الْاٰخَرُ۔

''حیا اور ایمان باہم جڑے ہوئے ہیں جب ان میں سے ایک اٹھتا ہے تو دوسرا بھی اٹھ جاتا ہے۔'' (مستدرک حاکم، کتاب الایمان ، صحیح بشرط مسلم و بخاری)

رسول اللہ ﷺ سے جب پوچھا گیا کہ لڑکی کا نکاح کرنے کے لیے اس کی اجازت لی جائے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: نَعَمْ تُسْتَاْمَرُ (ہاں اس سے لی جائے) عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: فَاِنَّھَا تَسْتَحْیِی (وہ تو شرماتی ہے) لہٰذا اجازت کیسے دے گی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: فَذَالِکَ اِذْنُھَا ھِیَ سَکَتَتْ ''اس کا خاموش رہنا ہی اجازت ہے۔'' (صحیح مسلم، کتاب النکاح، باب استیذان الثیب فی النکاح بالنطق والبکر بالسکوت)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس حدیث سے پتا چلتا ہے کہ کنواری لڑکی میں حیا زیادہ ہوتی ہے اور وہ حیا کے باعث اپنے نکاح کے بارے میں کھل کر رائے نہیں دے سکتی۔ نکاح دراصل لڑکی کی اسی حیا کو برقرار رکھنے والے ایک مضبوط اور اہم عامل کا نام ہے۔ صرف لڑکی ہی نہیں اس کے خاوند کی حیا کو محفوظ رکھنے کے لیے بھی نکاح ہی مؤثر عامل ہے۔ کیونکہ جوان ہونے پر لڑکے اور لڑکی کے اندر کچھ ایسی تبدیلیاں ہوتی ہیں اور ایسے ہیجانات پیدا ہونے لگتے ہیں جن کا علاج بروقت نہ کیا جائے تو یہ خطرہ ہوتا ہے کہ کہیں نوجوان کسی گناہ کا ارتکاب نہ کر بیٹھے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام نکاح کی عمر بلوغت کو قرار دیتا ہے گو کم سنی میں یا کسی عذر کی وجہ سے تاخیر سے بھی نکاح کیا جا سکتا ہے۔

موجودہ معاشرے میں یہ خیال پایا جاتا ہے کہ نکاح کے بعد حیا کی ضرورت نہیں رہتی جو جی چاہے کرو، جیسا چاہو پہنو، جیسی چاہو باتیں کرو، یہ خیال سراسر غلط فہمی پر مبنی ہے۔ نکاح تو حیا اور عفت کو برقرار رکھنے کا محفوظ ترین قلعہ ہے...... حیا تو کنوارپنے اور ازدواجی زندگی دونوں حالتوں میں...... بالفاظ دیگر عمر بھر کی عادت کے طور پر اپنائے رکھنا ضروری ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے بارے میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مندرجہ ذیل شہادت اس کے ثبوت کے لیے کافی ہے۔

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَشَدُّ الْحَيَاءُ مِنَ الْعَذْرَاءِ فِیْ خِدْرِهَا فَإِذَا رَأٰیْ شَيْأً يُكْرِهَهُ عَرَفْنَاهُ فِیْ وَجْهِهٖ۔

”آپ ﷺ کنواری دوشیزہ سے بڑھ کر حیادار تھے۔ آپ ﷺ کو اگر کوئی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کام ناگوار گزرتا تو (حیا کے باعث اس کا نام نہ لیتے) بلکہ آپ ﷺ کے چہرے سے پتا چل جاتا (کہ آپ ﷺ کو فلاں کام ناگوار گزرا ہے)......"

(بخاری، کتاب الادب: ۶۱۱۹، صحیح مسلم، کتاب الفضائل: ۲۳۲۵)

حیا کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کے جتنے بھی ارشادات ہیں وہ ہر شادی شدہ اور غیر شادی شدہ مرد اور عورت کے لیے ہیں۔ آپ ﷺ نے عثمان رضی اللہ عنہ کے بارے فرمایا:

اَلَا اَسْتَحْيِ مِنْ رَجُلٍ تَسْتَحْيِ مِنْهُ الْمَلَائِكَةُ ۔

"میں اس شخص سے حیا کیوں نہ کروں جس سے فرشتے بھی حیا کرتے ہیں۔"

(مسلم، کتاب الفضائل، باب فضائل عثمان رضی اللہ عنہ)

حالانکہ عثمان رضی اللہ عنہ شادی شدہ تھے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سسرال کے گھر میں

ایک مسلمان لڑکی کی تربیت میں یہ چیز ملحوظ رکھنا نہایت اہم ہے کہ اس نے نوجوان ہو کر ایک بیوی کی حیثیت سے اپنی زندگی کا آغاز کرنا ہے۔ ہماری گزشتہ معاشرت میں جب لڑکیاں والد کے گھر سے نکل کر سسرال کے گھر میں قدم رکھتی تھیں تو ساتھ ہی اپنے ماں باپ کی یہ قیمتی نصیحت بھی پلے باندھ کر لاتی تھیں کہ وہ اپنے خاوند کی اطاعت، ساس سسر کی خدمت، خاوند کے دیگر اہلِ خانہ کے ساتھ حسنِ سلوک میں کوئی کمی نہیں آنے دیں گی کیونکہ بیٹی کے اس طرزِ عمل اور حسنِ سلوک میں والدین کی اعلیٰ تربیت کا راز مضمر ہوتا تھا۔ اور یہی چیز والدین کی عزت اور نیک نامی کو برقرار رکھنے کا باعث ہوتی تھی۔ اگر ان کی بیٹی کا سسرال میں منفی رویہ ہوتا تو وہ پورے معاشرے میں والدین کے لیے باعثِ عار بن جاتی۔ کسی خاندان کی شادی شدہ عورتوں کی سسرالی زندگی کے رویے ہی سے لوگ اس کی قدر و قیمت متعین کرتے۔ اگر ان کی عورتیں سسرال میں باعزت اور خدمت و اطاعت کے جذبے سے بھرپور کردار کی حامل ہوتیں تو اس خاندان سے رشتہ جوڑنے میں لوگ رغبت رکھتے اور اگر کسی خاندان کی عورتوں کا سسرال میں رویہ منفی اور ناگوار ہوتا تو لوگ اس خاندان کی عورتوں کا رشتہ طلب کرنے سے گریز کرتے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دراصل نکاح کے بعد لڑکا اور لڑکی مرد اور عورت بن کر سامنے آتے ہیں۔ ان کا بچپن گزر چکا، نوجوانی شادی کے بعد چاروں طرف سے ذمہ داریوں کے شکنجے میں کسی جا چکی۔ والدین نے اپنی بیٹی کی جو تربیت محنت، شفقت، محبت اور دل سوزی کے ساتھ کی، اب اس کے امتحان کا وقت آپہنچا۔ اب پتا چلے گا کہ بچی حسنِ سلیقہ، حسنِ سلوک اور حسنِ معاشرت میں کس قدر آگے ہے۔

لڑکے کو والدین نے جو آدابِ زندگی بتائے اور سکھائے، اب ان کو آزمانے کا وقت آپہنچا۔ اب پتا چلے گا کہ بیٹا بیوی کی ذمہ داریاں ادا کرنے، والدین کی خدمت واطاعت اور سسرال سے متوازن انداز میں تعلقات نباہنے کی کس قدر سوجھ بوجھ اور سلیقہ رکھتا ہے۔

والدین یا بچوں کی پرورش کرنے والے پر یہ فرض ہے کہ وہ بچوں کی تربیت اور تعلیم میں دینی اقدار سمونے کی کوشش کرے۔ انہیں مسلم امہ کا ایک ایسا فرد بنانے میں تگ ودو کرے جو امت مسلمہ کے لیے خیر، صلاح، ترقی اور اس کے تحفظ کے لیے جان تک قربان کر دینے سے بھی گریز نہ کرے۔ اس کا مطمحِ نظر دنیا اور دنیا کے لوازمات، جاہ ومنصب، مال ودولت اور ہوا پرستی نہ ہو بلکہ اس کا ایک ایک لمحہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول میں لگا رہے۔

دورِ حاضر میں والدین، بچوں کے بگاڑنے میں پیش پیش ہیں۔ بچپن ہی سے بچوں کو جوتے کپڑے پہننے اور بننے سنورنے کا شوق بڑھانے میں ان کا اپنا ہی ہاتھ ہوتا ہے۔ بچوں کی دنیوی تعلیم، معلوماتِ عامہ، غیر مسلموں کی مصروفیات سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باخبر رکھنے اور فاسق و فاجر لوگوں جیسے فلمی اور کھلاڑی لوگ اور انہی جیسے لوگوں کے حالات میں دل چسپی لینے میں والدین بچوں کو روکنے کی بجائے الٹا ان کی مدد کرتے ہیں۔ انہیں وہ تمام آلات اور اسباب مہیا کرتے ہیں جن کی وجہ سے وہ دین سے روز بروز دور ہوتے جاتے ہیں۔

دورِ حاضر میں خاوند بیویوں کی فرمائشیں پوری نہ کریں یا سسرال والے ان کی بات نہ مانیں، چاہے وہ بے جا ہو یا بجا، بیویاں سیخ پا ہو جاتی ہیں اور ان پر طرح طرح کے الزامات اور عیب چینی کا سلسلہ شروع کر دیتی ہیں۔ ربّ کریم نے عورتوں کی تعریف میں فرمایا:

فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ

''جو نیک بیبیاں ہیں وہ مردوں کے حکم پر چلتی ہیں اور ان کی پیٹھ پیچھے اللہ کی حفاظت میں (مال و آبرو کی) حفاظت کرتی ہیں۔'' (النساء: ۳۴)

گویا عورت کا نیکوکار رہنا، ربّ کریم کی فرماں برداری میں اپنا سر جھکائے رکھنا اور شوہر کی غیر حاضری میں اس کے مال اور آبرو غرض ہر چیز کی حفاظت کرنا عورت کی اہم بنیادی صفات ہیں۔ والدین بچی کو شوہر کی اطاعت اور ساس سسر کی خدمت کی تربیت دینے کے لیے اس کی سرشت میں یہ چیز کوٹ کوٹ کر بھرتے کہ وہ اپنے ماں باپ اور اپنے بڑے بہن بھائیوں کی کسی بات پر سرتابی نہ کرے۔ ان کی خدمت میں دن رات لگی رہے، نتیجہ یہ ہوتا کہ وہ نکاح سے پہلے بھی اور نکاح کے بعد بھی اپنی آخرت کے لیے توشہ اکٹھا کرنے میں لگی رہتی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زیور اور لباس:

نکاح کے بعد عورتیں زیور، اچھا لباس اور میک اپ تو استعمال کرتی تھیں لیکن اس وقت جب خاوند گھر میں موجود ہوتا۔ سسر، باپ، بھائی اور دیگر محرم رشتہ دار کی موجودگی میں شریف و باحیا عورتیں عام استعمال کے زیور کے علاوہ باقی زیور پہننے سے گریز کرتیں۔ چمکیلے، بھڑکیلے کپڑے اور میک اپ کرنے میں بھی باپ بھائی وغیرہ کے سامنے اجتناب کیا جاتا۔ شادی شدہ عورتیں اپنی چوڑیاں، کپڑے، زیور، میک اپ کا سامان اور ذاتی استعمال کی چیزیں ایسی جگہ پر رکھتیں جہاں اندر داخل ہونے والے کی نظر نہ پڑ سکے۔ تب نفسیات کے علم سے لوگ ناواقف تھے لیکن وہ یہ بات اچھی طرح جانتے تھے کہ نامحرم کے دل میں کسی عورت کے ذاتی استعمال کی چیزیں دیکھ کر کیا کیا خیال پیدا ہوتے ہیں؟ اور کون سے مفاسد جنم لیتے ہیں؟

دورِ حاضر میں ان تمام چیزوں کے لیے قد آدم سنگار میز اور اس پر قطار در قطار سجی ہوئی عورت کی ذاتی چیزیں اب کسی قسم کا راز یا پردہ نہیں رکھتیں، سب کچھ کھلا پڑا ہوتا ہے۔

جب میکے جانا ہوتا تو عورتیں سادہ لباس اور صرف معمولی زیور پہن کر میکے جاتیں۔ دورِ حاضر میں کنواری لڑکیاں بھی بیوٹی پارلر سے تیار ہو کر آتی ہیں جب کہ شادی شدہ اس زعم میں مبتلا ہوتی ہیں کہ نکاح کے بعد اب ہر طرح کا میک اپ، ہر طرح کے ادھورے، غیر ساتر، بھڑکیلے چمکیلے کپڑے پہننے، پھولوں کے، سونے چاندی کے، ڈائمنڈ کے اور آرٹی فشل غرض ہر طرح کے زیور پہننے کا اجازت نامہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انہوں نے حاصل کر لیا۔ حتی کہ نامحرموں کے سامنے بھی ان تمام زینتوں کو چھپانے کا احساس ختم ہو گیا ہے۔ سوائے ان خواتین کے جنہیں ستر و حجاب کے احکام کا علم بھی ہے اور اس پر عمل کرنے کا احساس بھی۔

میکے اور سہیلیاں:

شروع شروع میں جب لڑکی کے والدین یا بہن بھائی اسے ملنے آتے تو وہ سسرال والوں سے حیا کے باعث کھل کر بات کرنے، گھل مل کر بیٹھنے یا ان کی من پسند خاطر و مدارت کرنے سے کتراتی۔ آہستہ آہستہ اس کی یہ جھجک کم ہوا کرتی تھی۔ اب لڑکے اور لڑکی کو منگنی کے دن بھی سسرال اور میکے والوں سے کوئی جھجک نہیں ہوتی، شادی کے دوسرے روز ہی ملنے کے بہانے سہیلیوں اور کزنوں کا جمِ غفیر بلایا جاتا ہے۔ دلہا دلہن سہیلیوں، دوستوں اور کزن لڑکوں اور لڑکیوں میں بیٹھ کر مذاق کرتے بھی ہیں اور مذاق کرواتے بھی ہیں۔ دلہن خود اپنے شوہر کو اپنی سہیلیوں اور کزن لڑکیوں کا تعارف کرواتی ہے۔ جب کہ اسلام نامحرم مرد اور عورت کے درمیان حجاب کی ایسی آڑ رکھنے کا حکم دیتا ہے جس کے موجود ہوتے ہوئے نامحرم مرد اور عورت سوائے اشد ضرورت کے بات بھی نہیں کر سکتے، مذاق کرنا تو دور کی بات ہے۔ یہ ہندوانہ معاشرت کا طریقہ ہے کہ دلہا سے دلہن کی سہیلیاں، بہنیں اور کزنیں مذاق کریں، اسلام اس قسم کی بدتہذیبی اور بے حیائی کی قطعاً اجازت نہیں دیتا۔

ہمارے معاشرے میں نکاح ہوتے ہی لڑکی اپنی کنواری سہیلیوں اور کزنوں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے مراسم اور گفتگو ایک خاص حد کے اندر رکھتی۔ انہیں شادی شدہ زندگی سے متعلق یا شوہر کے متعلق باتیں بتانا یا ان موضوعات کا تذکرہ کرنا کمینہ پن اور بے حیائی سمجھا جاتا تھا۔ اسلام نے میاں بیوی کے باہمی معاملات خصوصاً ازدواجی امور سے متعلق کسی دوسرے کو بتانا انتہائی ذلیل اور شیطانی حرکت قرار دیا ہے۔

اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھیں کچھ مرد اور عورتیں دوسرے بھی بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بعض آدمی ایسے ہوتے ہیں جو اپنی اہلیہ کے ساتھ خلوت کی باتیں دوسروں کو بتاتے ہیں اور بعض عورتیں بھی ایسی ہوتی ہیں جو اپنی خلوت کی باتیں دوسروں کو بتاتی ہیں۔ لوگ خاموش رہے، میں نے عرض کیا: جی ہاں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ کی قسم عورتیں بھی ایسا کرتی ہیں اور مرد بھی...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''خبردار تم ایسے ہرگز نہ کیا کرو، وہ شیطان ہوتے ہیں جو راستے میں کسی مادہ شیطان کے ساتھ مل کر اس سے لپٹ جاتے ہیں اور لوگ انہیں دیکھ رہے ہوتے ہیں۔'' (مستدرک حاکم، اس روایت کے کچھ شواہد ایسے ہیں جن سے یہ حسن درجے کو پہنچ جاتی ہے، از تحفۃ العروس)

سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے ایک عورت سے نکاح کیا، انہوں نے اپنی بیوی کے پاس رات گزاری، جب صبح ہوئی تو ان کے ساتھی ان کے پاس آئے۔ ان میں سے ایک آدمی آپ کو ایک کونے میں لے گیا اور کہا آپ نے اپنی بیوی کو کیسا پایا؟ آپ نے اس سے منہ پھیر لیا۔ پھر دوسرے آدمی نے، پھر تیسرے آدمی نے یہی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سوال کیا۔ جب آپ نے ان کی یہ حالت دیکھی تو فرمایا: اللہ تمہارے حال پر رحم کرے تم اس چیز کے متعلق سوال کرتے ہو جو دیواروں اور پردوں میں چھپائی گئی تھی ۔ آدمی کو چاہیے کہ جو اس کے لیے ظاہر ہو صرف اسی کے متعلق سوال کرے۔ (اخبارِ اصبہان از ابنِ قیم، مسند بزار، تاریخِ بغداد از ابنِ عساکر، آداب الزفاف از علامہ البانی)

دورِ حاضر میں بے حیائی اس قدر بڑھ چکی ہے کہ شادی شدہ لڑکیاں اپنی سہیلیوں کو اپنے ازدواجی امور سے متعلق ایسی باتیں بھی بتا دیتی ہیں جو زوجین کے تنہائی کے لمحات سے تعلق رکھتی ہیں، ستم تو یہ ہے کہ میاں بیوی کے خاص تعلقات، اس کا ماحصل (حمل ٹھہرنا وغیرہ) بھی کھل کر سہیلیوں کو بتا دیتی ہیں اور سہیلیاں بھی ایسی بے لحاظ ہوتی ہیں کہ وہ خود بھی اس کے بارے میں پوچھ لیتی ہیں۔

بزرگوں کے سامنے حیا:

ہماری سابقہ معاشرت میں مرد یا عورت شادی شدہ ہونے کے باوجود، بزرگوں کے سامنے شوخی کرنے، مذاق کرنے اور بے تکلف ہونے کو بدتہذیبی خیال کرتے۔ بزرگوں کی موجودگی میں نظریں جھکائے رکھنا، مؤدب ہو کر بیٹھنا اور ان کے حکم پر جی اچھا کہہ کر فوراً تعمیل کے لیے لپکنا، نئی نسل اپنے لیے باعثِ سعادت سمجھتی تھی۔ اگر چھوٹوں کی موجودگی میں کوئی بڑا (باپ، ماں، بھائی، ساس، سسر، چچا، پھوپھی، خالہ، ماموں وغیرہ) کام کرنے لگتا تو چھوٹے فوراً اٹھ کر ان کے ہاتھ سے وہ کام لے لیتے اور اسے پورا کرنے کو باعثِ اجر سمجھتے۔ رسول اللہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ﷺ نے فرمایا:

لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَمْ يَرْحَمْ صَغِيْرَنَا وَلَمْ يَعْرِفْ شَرَفَ كَبِيْرِنَا۔

''جس نے ہمارے چھوٹوں پر شفقت نہیں کی اور ہمارے بڑے کی عزت و احترام کے حق کو نہیں پہچانا وہ شخص ہم میں سے نہیں۔'' (جامع ترمذی، ابواب البر والصلۃ، باب ما جاء فی رحمۃ صبیان)

دورِ حاضر میں سیر و تفریح، شاپنگ، من پسند رشتہ داروں اور دوستوں سے ملنے کا رجحان عام ہے جو بجائے خود وقت پیسے اور گفتگو کا ضیاع بھی ہے۔ ان مصروفیات کی وجہ سے بڑوں کی خدمت میں حاضر رہنے اور ان کی خدمت کرنے کا برائے نام ہی موقع ملتا ہے، اکثر نوجوانوں نے بیرونی مصروفیات اور سیر و تفریح کو محض اس لیے بڑھا رکھا ہے کہ نہ بڑوں کے سامنے رہیں نہ ان کی خدمت کرنا پڑے۔ اللہ تعالیٰ نے والدین کے احترام کے بارے میں فرمایا:

وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ؕ اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَآ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا۔ وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا۔

''اور تیرے رب نے یہ طے کر دیا ہے کہ عبادت اسی کی کرو اور والدین کے ساتھ حسنِ سلوک کرو، اگر تیرے پاس ان میں سے ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو ان کو کبھی اف تک نہ کہنا اور نہ ان کو جھڑکنا اور ان کے ساتھ ادب کرنا اور ان کے سامنے نرمی اور انکساری سے جھکے رہنا اور یوں دعا کرتے رہنا، میرے رب

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان دونوں پر رحم فرما جس طرح انہوں نے مجھے بچپن میں پالا اور میری پرورش فرمائی۔" (بنی اسرائیل: ۲۳،۲۴)

خدمت و احترام کے حوالے سے وہ تمام رشتہ دار والدین ہی طرح ہیں جن کا رشتہ بڑا ہے یا وہ عمر رسیدہ ہیں بلکہ بعض رشتہ دار تو ہیں ہی ماں باپ کے حکم میں جیسے دادا، دادی، نانا، نانی، ساس، سسر وغیرہ۔

دورِ حاضر میں والدین بھی بچوں کو یہ تربیت نہیں دیتے کہ ان پر رشتہ داروں کی کون کون سی ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں اور ان سب کے ساتھ محبت، نرمی، ادب اور عزت سے پیش آتا ہے، اس کی کوتاہی کی سزا وہ اس طرح بھگتتے ہیں کہ جس اولاد کی خاطر وہ اللہ اور آخرت کو بھولے رہے، ان کے ناز نخرے اٹھاتے رہے، ان کے لیے حلال و حرام کی پرواہ نہ کی وہ جیسے ہی ذرا بڑے ہوتے ہیں، ماں باپ کا ذکر کرنا انہیں ناگوار لگنے لگتا ہے۔ ماں باپ، سے زبردستی پیسے نکلوا کر اللّوں تللّوں میں ضائع کرتے ہیں اور جب ماں باپ پر بڑھاپا آجاتا ہے تو وہ انہیں ایک ناگوار بوجھ کی طرح اٹھا کر اولڈز ہوم کے سپرد کر آتے ہیں۔

اگر والدین نے اپنے بچوں کو بڑوں کا لحاظ اور ادب کرنا سکھایا ہوتا، انہیں ایمان و دین سے جوڑنے کی کوشش کی ہوتی، ان کے مستقبل کے سہانے خوابوں میں جنت کے محلات اور عیش گاہوں کے نقشے کھینچے ہوتے اور ان محلات کے حصول کے لیے ہر مشکل سہہ جانے کی تمنا اور جرأت پیدا کی ہوتی تو ان کی اپنی دنیا بھی امن و چین کا گہوارہ ہوتی اور آخرت بھی۔

میاں بیوی کا عمومی رویہ اور حفظِ حیا:

ہمارے سابقہ دورِ معاشرت میں شادی کے ابتدائی دنوں میں میاں بیوی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسروں کی موجودگی میں ایک دوسرے کے پاس بیٹھنے اور باہم کھل کر ضرورت کی بات چیت کرنے میں بھی جھجک محسوس کرتے ہیں۔ دورِ حاضر میں دوسروں کے سامنے ہنسی مذاق کرنا، مسکراہٹوں کے تبادلے، باہم دھول دھپا، ایک دوسرے کے لباس یا دیگر چیزوں کی تعریف، دوسروں کے سامنے بیوی کے کپڑے اور نک سک درست کرنا، چوڑیاں، گجرے زیور پہنانا، ایک دوسرے کو دوسرے کے سامنے کوئی چیز کھلانا اور فلمی مکالموں کے انداز میں رومانوی جملوں کا تبادلہ کرنا سب کچھ عام بات ہے۔

یاد رہے کہ میاں بیوی کے درمیان یہ سب امور جائز ہیں لیکن تنہائی میں یا کسی ناگزیر موقع پر ان میں سے کوئی کام کرنا اور بات ہے۔ اگر دوسروں کے سامنے اس قسم کی حرکات اشتیاق ورغبت کے اظہار کے طور پر کریں تو حیا کی حدود پھلانگنے کی ہی جسارت ہے۔ دیکھنے والے نوجوانوں اور بچوں پر اس کے برے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ میاں بیوی کی باہم وہ ادائیں جو صرف ان دو کے ساتھ مخصوص ہیں ان میں کسی بھی تیسرے کو شامل کرنا یا اسے دکھانے اور سنانے کی اجازت نہ ہی حیا دیتی ہے اور نہ ہی اسلام میں روا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جس چیز میں ذکر الٰہی شامل نہ ہو وہ فضول ہے یا بھول ہے سوائے چار چیزوں کے: نشانہ لگانے کے دو مقامات کے درمیان چلنا، گھڑ سواری کی تربیت حاصل کرنا، اپنی بیوی سے خوش طبعی کرنا، تیراکی سیکھنا۔ (المعجم الکبیر الطبرانی: ۱۹۲/۲۔ البانی نے اسے صحیح کہا، السلسلة الاحادیث الصحیحة: ۳۱۵)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں حیض کی حالت میں جس برتن سے پانی پیتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا ہونٹ وہیں رکھتے اور پانی نوش فرماتے۔

(مسلم، کتاب الطہارۃ)

جب جابر رضی اللہ عنہ نے ایک بیوہ عورت سے نکاح کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

فهلّا بِكرًا تلاعِبُها وتلاعِبُك.

''تم نے کنواری سے نکاح کیوں نہیں کیا وہ تم سے کھیلتی اور تم اس سے کھیلتے۔''

(بخاری، کتاب النکاح، باب تزویج الثیاب: ٥٠٧٩)

غرض میاں بیوی میں باہم محبت اور رغبت کے تمام مظاہر جائز ہیں لیکن تنہائی میں دوسروں کے سامنے نہیں۔ دوسروں کے سامنے ان تمام مظاہر کی ایمان کا شعبہ ''حیا'' اجازت نہیں دیتا۔

اندازِ تخاطب:

اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَّبِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ (النساء:٣٤)

''مرد عورتوں پر حاکم و نگران ہیں اس لیے کہ اللہ نے بعض کو بعض پر فضیلت عطا کی ہے اور اس لیے بھی کہ مرد اپنا مال خرچ کرتے ہیں۔''

ایک اور جگہ فرمایا:

وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِىْ عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ۔ (البقرۃ:٢٢٨)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اور عورتوں کا حق مردوں پر ویسا ہی ہے جیسا دستور کے مطابق مردوں کا حق عورتوں پر ہے البتہ مردوں کو عورتوں پر ایک درجہ فضیلت ہے اور اللہ غالب اور صاحبِ حکمت ہے۔''

اللہ تعالیٰ نے مردوں کو عورتوں پر قوام یعنی نگران اور امیر بنایا ہے نیز معاشرتی لحاظ سے بھی بیوی پر خاوند کو برتر درجہ حاصل ہے۔ جو شخص کسی ادارے یا کسی ملک میں بڑے عہدے پر ہو، اس عہدے کا تقاضا ہے کہ اسے باعزت نام سے پکارا جائے یا اس کا نام اس کے عہدے کی مناسبت سے لیا جائے۔ مثلاً جناب صدر، پرنسپل صاحب، ہیڈ ماسٹر صاحب وغیرہ۔ اسی طرح گھر کی ریاست میں خاوند کو برتر درجہ حاصل ہے کیونکہ اس پر عورت کی نسبت زیادہ بھاری ذمہ داریاں ڈالی گئی ہیں۔ لہٰذا اس کا تقاضا ہے کہ عورت مرد کا نام باعزت انداز سے لے۔ یہ طریقہ کسی علاقے یا کسی زبان میں الگ الگ تو ہوسکتا ہے لیکن یہ نہیں ہونا چاہیے کہ عورت مرد کا نام اسی طرح لے جس طرح اپنے برابر کا یا اپنے سے چھوٹے لوگوں کا نام لیتی ہے۔ نیز میاں بیوی کو ایک دوسرے کا نام لینے اور مخاطب کرنے میں بھی حیا کے تقاضے کو مدِ نظر رکھنا چاہیے۔

ہماری سابقہ معاشرت میں عورت مرد کا نام لینے کی بجائے ایک دوسرے کو رشتے کے حوالے سے مرد کو مخاطب کرتی یا اس کا نام لیتی مثلاً بشیر کے ابا، منے کے تایا وغیرہ۔ اسی طرح بعض مرد بھی بیوی کا نام لینے کی بجائے کسی رشتہ کے حوالے سے ہی پکارتے تھے۔ اہلِ عرب میاں بیوی ایک دوسرے کو کنیت سے مخاطب کرتے جیسے ام السائب (سائب کی امی) بنتِ عم (چچا کی بیٹی) ابوزید (زید کے ابا) ابنِ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خال (ماموں کے بیٹے) وغیرہ۔ اہلِ عرب کے ہاں کنیت سے پکارنا باعزت اندازِ تخاطب شمار ہوتا تھا۔ گویا ہماری سابقہ معاشرت میں بھی کنیت کا ہی رواج تھا۔ دورِ حاضر میں بیویاں خاوند کا نام یا ذکر اس طرح کرتی ہیں جیسے وہ ان سے چھوٹے ہوں یا کوئی معمولی آدمی۔

دوسری طرف یہ کہ میاں بیوی دوسروں کی موجودگی ہی میں ایک دوسری کو میری جان...... ڈارلنگ...... پیارے...... سویٹی...... وغیرہ کہتے ہیں۔ جو حیا کے حوالے سے مناسب نہیں لگتا۔ بعض میاں بیوی ایک دوسرے کے نام کی تصغیر کر لیتے ہیں۔ مثلاً نزہت کو نجی اور رؤف کو روفی کہنا۔ رسول اللہ ﷺ بھی کبھی کبھی پیار سے اپنی بیویوں کے نام کی تصغیر کر لیتے تھے جیسے عائشہ رضی اللہ عنہا کو یا عائش۔

ہماری سابقہ معاشرت میں باہم احترام کا ایک اور انداز بھی تھا وہ یہ کہ جب مرد نے دوسروں کو سامنے بیوی کا ذکر کرنا ہوتا تو ''میرے گھر والے'' یا گھر والی یا میری اہلیہ کہتا اسی طرح بیوی شوہر کو گھر والا کہتی۔ یاد رہے کہ شریعت میاں بیوی کے باہم نام لینے یا اظہارِ تخاطب کے حوالے سے کوئی ہدایت نہیں کرتی۔

بیماری میں حیا:

شادی شدہ عورتیں کسی عام بیماری کے علاج کے لیے بھی ڈاکٹر یا حکیم کے سامنے جانے اور بات کرنے میں حیا محسوس کرتی تھیں۔ عموماً ان کے خاوند ہی ڈاکٹر یا حکیم سے مل کر، زبانی کلامی علامات بتا کر دوا لے آیا کرتے تھے۔ عمومی بیماریوں میں گھر پر ہی کوئی چھوٹا موٹا علاج کر لیا جاتا تھا۔ اب ایک آدھ چھینک آنے پر بھی ڈاکٹر سے چیک کرانا ضروری سمجھا جاتا ہے۔ اور اگر شوہر، باپ یا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سرپرست ڈاکٹر یا حکیم کے پاس لے کر نہ جائیں یا ذرا سستی سے کام لیں تو عورت ان پر طرح طرح کے الزامات عائد کرنا اپنا حق سمجھتی ہے۔ چاہے کوئی مخصوص بیماری ہو یا عام بیماری۔ عورتیں اب ڈاکٹر یا حکیم سے خود اپنی زبان سے تفصیل بتانا ضروری سمجھتی ہیں۔ نیز وہ ان بیماریوں کا ذکر بھی ڈاکٹر یا حکیم کے سامنے بلا جھجک کر دیتی ہیں جن کا تعلق مرد یا عورت کی مخصوص بیماریوں سے ہے اور بات کرتے ہوئے لامحالہ شرمناک جگہوں یا شرمناک عوارض کا نام لینا پڑتا ہے۔

علی رضی اللہ عنہ کو کوئی مسئلہ درپیش تھا وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھنے میں حیا کی کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی میرے نکاح میں تھی۔ چنانچہ میں نے مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ سے کہا اور انہوں نے پوچھ کر بتایا۔

(بخاری، کتاب الطھارۃ، ۲۰۳:۱)

ولادت اور حیا:

سابقہ معاشرت میں عورتیں اپنے ایامِ حمل میں گھر سے باہر نہیں جاتی تھیں، گو یوں بھی گھر سے کم نکلتی تھی۔ انہیں یہ حیا مانع ہوتی تھی کہ جب وہ گھر سے نکلیں گی تو دیکھنے والوں کی نظروں سے ان کی حالت چھپی نہیں رہ سکے گی۔ لہٰذا وہ میکے جیسے قریبی گھر میں بھی جانے سے گریز کیا کرتی تھیں۔ ان ایام میں عورتیں ایسی چادر استعمال کرتی تھیں جو موٹی اور کشادہ ہوتی۔ ان چادروں کی وجہ سے بچوں اور بڑوں کو بھی دیکھ کر یہ پتا نہیں چلتا تھا کہ یہ عورت کس حالت میں ہے۔ غیر مردوں سے ویسے ہی مکمل پردے کا اہتمام کیا جاتا تھا۔ اور مکمل یا شرعی پردہ نہ بھی ہوتا تو بھی مخلوط معاشرے کا کسی سطح پر بھی کوئی تصور نہیں تھا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایامِ حمل میں چیک کرانے کا رواج نہیں تھا، عورتیں اپنے ابتدائی دنوں میں اپنی صحت میں آنے والی تبدیلیوں کو گھر کی عورتوں سے بھی چھپانے کی کوشش کیا کرتی تھیں۔ جب کہ گھر کے مردوں سے پورے نو ماہ تک اخفاء رکھنا ایک عام اور اہم رواج تھا۔ گھر کی بڑی بوڑھی عورتیں والدہ، ساس وغیرہ بیٹی یا بہو کو بار بار تاکید کرتیں کہ وہ اس حالت کو کسی پر ظاہر نہ ہونے دے۔ مردوں کو عورت کی اس حالت کا علم تو ہو ہی جاتا تھا لیکن مرد خود بھی اس کے ذکر سے گریز کرتے اور نہ ہی خواتین ان کے سامنے ایسے امور کا تذکرہ کرتیں۔ حیا جیسی اہم ایمان کی نگہبان اور اہم ترین صفت کی حفاظت نے معاشرے کو ایک خاص رُخ پر ڈھال رکھا تھا اور یہ تو حقیقت ہے کہ:

الحیاء لا یأتی الا بخیر .

''حیا تو صرف خیر ہی لاتی ہے۔''

(بخاری، کتاب الادب، باب الحیاء، مسلم، کتاب الایمان، باب شعب الایمان)

دورِ حاضر میں شروع دن ہی سے ڈاکٹروں سے چیک کرانے کا سلسلہ جاری ہو جاتا ہے۔ کئی قسم کے بار بار ٹیسٹ کروائے جاتے ہیں۔ گھر کا ہو یا باہر کا، ہر شخص یہ جان جاتا ہے کہ فلاں عورت کس حالت میں ہے؟ ڈاکٹری رپورٹ کیا ہے؟ کب کیا ہوگا؟ وغیرہ۔ ہر ماں شروع حمل ہی سے خاوند اور سسرال پر اپنی زچگی کا رعب ڈال کر کاموں سے دس کش ہونے کا بہانہ ڈھونڈنے لگتی ہے۔ ڈاکٹری رپورٹیں اسے مزید ہوّا بنا دیتی ہیں۔ ریسٹ کریں۔ کیلشیم کی کمی ہے، بے بی کمزور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے، بچے کی پوزیشن درست نہیں۔ غرض ڈاکٹر حضرات بھی پورے نو ماہ تک میاں بیوی اور ان دونوں کے ماں باپ کو ذہنی دباؤ اور خوف میں مبتلا رکھتے ہیں۔ ادھر عورت بھی یہی چاہتی ہے کہ اپنی اہمیت اور اپنے بچے کی اہمیت جتائے۔ لہٰذا میاں کی جیب اور توجہ اور گھر والوں کی مصروفیت کا رخ بچے کی آمد اور اپنی صحت کی طرف مرکوز رکھتی ہے۔

ہماری سابقہ خیر بھری حیادار معاشرت میں وضع کا وقت قریب آتا تو بھی عورتیں معمول کی طرح کام میں جتی رہتیں۔ حیا کے باعث وہ گھر کی بڑی بوڑھیوں کو بھی بتانے سے گریز کرتیں۔ بڑی بوڑھیاں بھی اسے کام کرتے رہنے کی تاکید کرتیں اور بستر پر پڑے رہنے کو خلاف حیا تصور کرتیں۔ عین وقت قریب آجاتا تو پھر دایہ کو بلایا جاتا۔ دایہ بھی سمجھ دار ہوتی۔ اسے معاشرتی اقدار کا لحاظ ہوتا تھا لہٰذا وہ بھی تمام امور نہایت راز داری کے ساتھ نبٹاتی۔ انہیں بھی معلوم ہوتا تھا کہ:

الحیاء مِنَ الایمان ۔

"حیاء تو ایمان میں سے ہے۔" (مسلم، کتاب الایمان)

آنے والے بچے کے لیے پیدائش سے پہلے رنگا رنگ کپڑے اور چیزیں بنانے کا کوئی رواج نہیں تھا۔ بچے کے لیے عام استعمال کا صابن اور تولیہ ہی کافی ہوتا تھا۔ پیدائش کے بعد کسی دوسرے چھوٹے بچے کے کپڑے پہنا دیئے جاتے۔ کسی پرانے کپڑے کو تہہ کر کے بچھونے کا کام لیا جاتا۔ مائیں بچوں کو پیشاب کروانے کی عادت ڈالتیں لہٰذا پیمپر لگانے کی ضرورت ہی نہیں ہوتی تھی۔

دورِ حاضر میں صرف ماں باپ ہی نہیں، نانیاں، دادیاں، خالہ، پھوپھی اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیگر رشتہ دار بھی بچے کی آمد کے منتظر رہتے ہیں۔ اور اس کے لیے ڈھیروں کپڑے، بچھونیاں، پلاسٹک شیٹیں، گرم اور سرد بستر، کئی طرح کے تکیے، حتی کہ جوتے، دستانے اور جرابیں تک خرید لیے جاتے ہیں۔ غرض بچے کی پیدائش حسبِ قرابت ہر ایک کی جیب پر بوجھ بننے کا باعث بن جاتی ہے۔

سابقہ دور میں جب ایک بچے کی ضرورت پوری ہو جاتی تو وہ کپڑے اور چیزیں کسی دوسرے نومولود کو دے دیئے جاتے، جب وہ بڑا ہو جاتا تو یہ چیزیں کسی اور نئے بچے کے کام آ جاتیں۔ دورِ حاضر میں ماں باپ نومولود کی خوشی میں اس کے لیے قبل از ولادت ہر طرح کی نئی اور مہنگی چیزیں خریدنے کا اہتمام کرتے ہیں، جس کا نتیجہ یہ کہ فضول خرچی کے ساتھ ساتھ یہ خیال بھی عام کر دیا جاتا ہے کہ بچوں کے اخراجات برداشت کرنا مشکل ہے لہٰذا بچے دو ہی اچھے۔

بچے کی پیدائش سے قبل ہی ہسپتال میں عزیزوں کا تانتا بندھ جاتا ہے، نام کیا رکھا؟ کب پیدا ہوا؟ کیسے پیدا ہوا؟ کتنے گھنٹے لگے؟ کیا دوائیں لینا پڑیں؟ ان سب باتوں کو ہر ایک کے سامنے اتنی بار دہرایا جاتا ہے کہ توبہ ہی بھلی...... دو بچوں کے بعد ہر کوئی یہ مشورہ دینا بھی ضروری سمجھتا ہے کہ اب بس کریں! کافی ہو گئے، وقفہ کر لیں، فیملی مکمل ہو گئی۔

غرض نومولود کی آمد سے لے کر اس کے پیدا ہونے تک کے تمام معاملات یا لمحہ لمحہ کی رپورٹ عام کر دی جاتی ہے اور یہ کوئی نہیں سوچتا کہ اس کو عام کرنے میں کہاں کہاں دینی، اخلاقی یا معاشرتی طور پر حیا کو دھچکے کھانے پڑے۔ کس قدر حیا کو بات چیت کے دوران یا ان تمام حرکات میں نظر انداز کیا گیا، حیا جو سراپا خیر تھی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسے بچے کی پیدائش کے اہم ترین مرحلے میں بار بار چر کے لگائے گئے۔

سابقہ معاشرت میں جوان ماں باپ کے سامنے اپنے بچے کو پچکارنے، والہانہ انداز میں پیار کرنے میں بھی جھجک محسوس کرتے۔ ماں بچے کو دوسروں کے سامنے دودھ پلانے میں حیا محسوس کرتی، بچہ چاہے کتنا ہی رو رہا ہوتا اسے بہلانے کی کوشش کی جاتی اور دوسروں کی نظروں سے چھپ کر بچے کو دودھ پلایا جاتا۔

ماں باپ کو اپنے بچے کو بیٹا یا بیٹی کہنے میں بھی حیا مانع ہوتی، خصوصاً دوسروں کے سامنے۔ دورِ حاضر میں شادی شدہ کیا کنوارے لڑکے اور لڑکیاں بھی بچوں کو بلا تکلف بیٹا کہہ کر پکارنے میں کوئی جھجک محسوس نہیں کرتے۔

میاں بیوی کے تعلقات میں رازداری:

میاں بیوی اپنے ازدواجی تعلقات کے معاملے میں انتہائی رازداری سے کام لیتے حالانکہ تب مخلوط معاشرت عام تھی۔ آج کل کی طرح الگ کمروں کا رواج بھی کم تھا، پھر بھی میاں بیوی گھر کے کسی فرد پر یہ ظاہر نہ ہونے دیتے کہ ان کے درمیان کوئی ایسا کام ہوا ہے۔ غسل کرنے میں بھی اخفاء اور رازداری پوری طرح ملحوظ رکھی جاتی۔ کوئی ایسے نشانات بھی نہ چھوڑے جاتے یا ظاہر کیے جاتے جن سے کوئی اندازہ ہی لگا سکے۔

حیا کے اس پہلو کا اس قدر زبردست تصور اور اہتمام پایا جاتا تھا کہ میاں بیوی ایک دوسرے کی رازداری میں مدد بھی کرتے اور احتیاط کے پیشِ نظر انہیں دقت بھی اٹھانا پڑتی اور بعض اوقات رازداری نہ رہنے کے خدشے کے پیشِ نظر انہیں ضبطِ نفس سے بھی کام لینا پڑتا تھا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دورِ حاضر میں علیحدہ کمرے، علیحدہ باتھ روم اور بعض گھرانوں میں علیحدہ یونٹ ہونے کے باوجود میاں بیوی اس اہم فعل یا اس کے نشانات میں راز داری اور اخفا برتنے کا اہتمام کرنا ضروری نہیں سمجھتے۔ چنانچہ بڑوں سے لے کر بچوں تک جان جاتے ہیں کہ کیا ہوا تھا اور فلاں فلاں آثار کسی فعل کی چغلی کھا رہے ہیں۔

یاد رہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایسا طریق رہائش اختیار کیا جس میں ہر شادی شدہ کے لیے الگ گھر ہوتا۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے: طریق رہائش الگ یا مشترکہ)

اس فعل کی تشہیر اور جان پہچان کروانے میں اخبارات، رسائل، ٹی وی، انٹر نیٹ، کمپیوٹر گیمز اور ہر دیوار، ہر چوراہے، ہر بس، رکشے، ٹرک وغیرہ پر لگی ہوئی مختلف مصنوعات کی تشہیر، مختلف حکومتی منصوبوں کے ابلاغی جملوں، مختلف حکیموں، ڈاکٹروں اور سلمنگ کورس کروانے والوں کی دوائیوں نیز نصابی کتب اور سڑکوں پر چلتی ہوئی کپڑے پہننے کے باوجود ننگی عورتوں اور مردوں نے بھرپور حصہ ڈالا ہے جس کی وجہ سے اب میاں بیوی کے تعلقات اور ان کے مقدمات و متعلقات...... نامحرموں میں بھی مغرب کی طرح متعدی ہوتے جا رہے ہیں۔ بچوں کی معصومیت، عورتوں کی عصمت اور مردوں کی پاک دامنی قِصہ پارینہ بنتی جا رہی ہے۔

غرض حیا کے ساتھ ایمان اور ایمان کے ساتھ حیا دونوں ہی معاشرے سے نایاب ہوتے جا رہے ہیں۔ ایک مومن کے لیے ایسے میں اور بھی زیادہ ضروری ہے کہ وہ ان کے تحفظ کے تمام ممکنہ طریقے اپنائے اور ایسا باحیا و باایمان بننے کی کوشش کرے کہ فرشتے بھی اس کی حیا سے حیا کرنے لگیں۔

درحقیقت ایک مسلمان مرد اور مسلمان عورت میں حیا جیسی اعلیٰ اور ایمان پرور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صفت کو محفوظ رکھنے کے لیے ہی نکاح تجویز کیا گیا ہے۔ نکاح کی وجہ سے ان دو کے درمیان ایک ایسا تعلق پیدا ہو جاتا ہے جو انہیں ایک دوسرے سے جسمانی، کلامی، بصری، سمعی، نفسی غرض ہر طرح کا حظ اٹھانے کا پورا پورا حق دیتا ہے۔ چنانچہ وہ باہم وہ تمام کام کر سکتے ہیں جنہیں نامحرم مرد و عورت کے لیے حرام قرار دیا گیا ہے۔ ان کے لیے باہم اکیلے رہنے، آپس میں محبت و الفت کی باتیں کرنے، ایک دوسرے کو اشتیاق و رغبت سے دیکھنے، اکٹھے کھانے پینے، نہانے، باہم کھیلنے دوڑنے، ایک دوسرے کے سامنے بے ستر ہونے یا ایک دوسرے کے جسم کے کسی بھی حصے کو چھونے میں کوئی پابندی عائد نہیں رہتی۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے میاں بیوی کے تعلق کے لیے ایک جامع لفظ استعمال کیا ہے، فرمایا:

هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَأَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ (البقرہ:۱۸۷)

”وہ (بیویاں) تمہارے لیے لباس ہیں اور تم (مرد) ان (بیویوں) کے لیے لباس ہو۔“

غور کیجیے!

☆ لباس اور جسم کے درمیان اور کوئی چیز حائل نہیں ہوتی۔ اسی طرح میاں اور بیوی کے درمیان بھی کوئی چیز حائل نہیں ہوتی۔

☆ لباس انسان کے جسم کے ساتھ ہر وقت چپکا رہتا ہے اسی طرح میاں بیوی کا رشتہ بھی ہر وقت ایک دوسرے کے ساتھ لگا رہتا ہے۔

☆ لباس انسان کو گرمی، سردی غرض ہر طرح کے موسمی اثرات سے بچاتا ہے۔ میاں بیوی بھی ایک دوسرے کو معاشرے کے ہر طرح کے ان مذموم و مسموم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اثرات سے بچاتے رہتے ہیں جو شر کا آمیزہ لے کر وارد ہوتے ہیں۔

☆ لباس انسان کے تمام جسمانی عیب چھپا لیتا ہے، اسی طرح میاں بیوی بھی ایک دوسرے کی عادات کے عیوب چھپا لینے کے ذمہ دار ہیں۔

☆ لباس قابلِ ستر جگہوں کو چھپانے کا ذریعہ ہے، میاں بیوی ایک دوسرے کے قابلِ ستر مقامات کی ضرورت پوری کرنے اور دنیا کے ہر فرد سے انہیں محفوظ رکھنے کا واحد ذریعہ ہیں۔

بغیر نکاح کے جب کوئی مرد کسی عورت سے صرف میاں بیوی کے لیے جائز امور میں کسی امر کا ارتکاب کرتا ہے تو اس کا نام بے حیائی اور حرام کاری ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''آنکھ زنا کرتی ہے اور اس کا زنا دیکھنا ہے، کان زنا کرتا ہے اور اس کا زنا سننا ہے اور زبان زنا کرتی ہے اور اس کا زنا باتیں کرنا ہے اور ہاتھ کا زنا پکڑنا ہے اور پاؤں کا زنا قدم اٹھا کر آگے بڑھنا ہے اور دل مائل ہوتا ہے اور خواہش کرتا ہے اور شرم گاہ اس کی تصدیق کرتی یا اس کو جھٹلا دیتی ہے۔''

(مسلم، کتاب القدر: ۲۰٤۰۔ بخاری، نسائی، ابوداؤد)

دورِ حاضر کے چند مزید بے حیائی کے مظاہر:

دورِ حاضر میں کھلم کھلا بے حیائی کے بہت سے مظاہر شوہر اور بیوی کے تعلق میں شامل کر لیے گئے ہیں۔ جن میں سے بعض درج ذیل ہیں:

مووی بنانا:

شادی کے تمام مراسم کی مووی بنانا شادی کی اہم رسومات میں سے ایک

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ مووی گھر کے افراد بنائیں یا گھر سے باہر کے لوگوں کو بلایا جائے۔ دونوں صورتوں میں یہ بے حیائی کی بدترین، مسلسل اور نہ ختم ہونے والی قسم ہے۔ مووی بنانے کا مقصد ہی یہ ہوتا ہے کہ دلہا دلہن اور ان کے عزیز و اقارب نیز سہیلیوں اور دوستوں نے جو جو خرافات کی ہیں ان سب کو محفوظ کر لیا جائے اور جو کوئی دیکھنے سے رہ گیا ہے وہ بھی دیکھ لے۔ نیز خود بھی بار بار اپنے آپ کو یہ بے حیائی کرتے ہوئے دیکھ کر لطف اٹھایا جائے۔

بیوی جو صرف شوہر کے دیکھنے اور اس کا دل لبھانے کے لیے ہے اسے نامحرم مردوں اور مووی والوں کے سامنے یوں سجا بنا کر لایا جاتا ہے جیسے یہ عورت نہیں بلکہ موم کی گڑیا ہو۔ ایسی شادی پر باپ کی غیرت، ماں کی حمیت، شوہر کی خودداری، کنبے قبیلے والوں کا جذبۂ حفظ ناموس سب کے سب کیمرے کی بھینٹ خود اپنے ہاتھوں چڑھا دیے جاتے ہیں۔ نامعلوم ایسے میں جواں سال، خوش رو، خوش لباس، سولہ نہیں بلکہ بیسیوں سنگار کیے ہوئے، اس دوشیزہ کی حیا کہاں جا مرتی ہے جو یہ سب مناظر ہنس ہنس کر، ایک ایک عضو کو نمایاں کر کر کے، مختلف انداز میں کھڑے، بیٹھے، نامحرم مردوں کی نظروں کے غلیظ، نوکیلے، زہریلے تیروں کا نشانہ بن کر بھی مسکراہٹ بکھیرتے چلی جاتی ہے۔

جہاں تصویر ہو وہاں رحمت کے فرشتے نہیں آتے۔ مسلم اور بخاری کی اس مضمون کی کئی احادیث اس پر شاہد ہیں لیکن مووی کلموہی جو تصویر سے کئی ہاتھ نہیں! کئی کوس بڑھ کر لعنت وملامت کا کام ہے، جہاں یہ بن رہی ہوتی ہے وہاں یقیناً عذاب کے فرشتے ایسی شادی یا ایسی تقریب کو چاروں طرف سے گھیر کر اس پر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خوب لعن طعن کرتے ہوں گے جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

تین قسم کے لوگ ملعون ہیں:

اس حدیث کی رُو سے دلہن کا جو مرد جتنا رشتے میں قریب ہے اتنا ہی اس دیوثیت اور بے غیرتی میں شامل ہے۔

کہاں مردوں کی یہ غیرت کہ عورتوں کا سایہ اور قد وقامت بھی مقدور بھر نامحرم مردوں سے چھپانے کی کوشش کی جاتی اور کہاں یہ بے حیائی کہ مووی کے نام پر نمائشِ نسواں کی جا رہی ہے۔ مووی بنانے کا شوق پورا کرنے کے لیے ہر شخص بڑھ چڑھ کر نسوانی حسن دکھانے میں لپیں بھر بھر کر روپیہ خرچ کر کے حصہ لے رہا ہے۔

اخبارات میں شادی کی تصاویر:

مووی کے ساتھ ساتھ اخبارات میں شادی شدہ جوڑوں کی تصویریں بھیجنے کی بداخلاقی بھی عام ہو چکی ہے۔ جو شروع تو سیاسی بزرجمہروں نے کی اور خوشامدی صحافیوں نے اسے آگے بڑھ کر ہاتھوں ہاتھ لیا۔ نتیجہ یہ کہ دورِ حاضر میں اخبارات ہاتھوں کا میل بٹورنے کے لیے ہر ایرے غیرے کی شادی کی تصویر شائع کر کے اپنے پورے بے غیرت اور دیوث ہونے کی منہ بولتی اور آنکھوں دیکھتی ہر روز کئی گواہیوں کا اہتمام کرتے اور اپنے حصے میں لعنت کی وعید سمیٹتے ہیں۔

مسہری سجانا:

مسہری سجانا ہندوانہ رسم ہے اور اسلام میں اس کا قطعی کوئی تصور نہیں ہے۔ ہماری سابقہ معاشرت میں شرفا کے گھروں میں اس بداخلاقی کا کوئی رواج نہیں تھا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیکن اب ہندوستانی فلمیں دیکھ دیکھ کر جہاں ان کی دیگر رسومات کو اپنایا جا رہا ہے وہاں مسہری سجانے کو بھی خوب رواج دیا گیا ہے۔ بعض مال دار لوگ دو، دو، تین تین لاکھ روپیہ اس بے حیا اور بدنہاد شوق میں ضائع کر دیتے ہیں۔

مسہری سجانا ایک فن بن چکا ہے اور بازار میں باقاعدہ اس فن کے ذریعے مال کمانے والے دکانیں کھولے بیٹھے ہیں۔ کبھی مسہری کے لیے چند پھول لٹکا لیے جاتے تھے لیکن اب گوٹے طلّے کے تار، شیشے اور موتی ستاروں کی لڑیاں پورے کمرے میں لگائی جاتی ہیں اور اس انداز سے لگائی جاتی ہیں کہ شادی کے چھ چھ سال بعد بھی ان کے آثار موجود رہتے ہیں۔ یہ میاں بیوی کے حوالے سے ایسا منہ بولتا بے حیائی کا اشتہار ہے جس میں بچے بڑوں ہی کی طرح دل چسپی لیتے اور یہ سوال اٹھاتے ہیں کہ ایسا کیوں؟

ہوٹلوں میں کمرہ بک کرانا:

شادی کی رات گزارنے کے لیے ہوٹلوں میں کمرہ بک کرانے کی رسم بھی عام ہو چکی ہے، یہ رسم بنیادی طور پر مغربی لوگوں کا ورثہ ہے چوں کہ ان کے ہاں گھر، گھرانا، کنبہ، سرے سے ہے ہی نہیں، عورت اور مرد باقاعدہ نکاح کریں یا بے قاعدہ طور پر مل بیٹھیں۔ چوں کہ وہ ماں باپ کے ہونے کے باوجود یتیم اور گھر ہونے کے باوجود بے گھر ہوتے ہیں اس لیے وقتی طور پر اپنے آپ کو یہ باور کرانے کے لیے کہ واقعی ان کی شادی ہو چکی ہے وہ ہوٹل میں کمرہ بک کرا لیتے ہیں ورنہ وہ ایسے کاموں کے لیے باعزت طریقے سے چار دیواریوں اور دروازوں سے ڈھکے شریفانہ کمروں کے تکلف میں پڑنے کے حق میں ہی نہیں ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الحمدللہ! یہ اسلام ہے جو انسان کو چادر اور چار دیواری کا ایک باعزت، مضبوط، خوش گوار تحفظ دے کر اس کے رشتۂ مودت و رحمت کو ٹوٹنے اور بکھرنے سے بچا کر دن بدن غمگساری، اپنائیت اور ٹھنڈک کا سائبان عطا کرتا ہے۔

ہنی مون اور سال گرہ منانا:

دن منانے کا شوق مشرک اقوام کا طرۂ امتیاز ہے جس کی سب سے بڑی وجہ یہی ہے کہ ان کے دلوں میں نہ خوفِ الٰہی ہے نہ خوف آخرت، نہ کوئی ضابطۂ اخلاق، نہ کوئی وثیقۂ حقوق و فرائض۔

وہ دن منا کر اپنے آپ کو یہ طفل تسلی دیتے ہیں کہ انہوں نے جس کا دن منایا اس سے تعلق مضبوط کر لیا اور اس کے حقوق ادا کر دیئے۔ سال گرہ یا ہنی مون منا کر شوہر بیوی اپنے زعم میں اپنے رشتے کی مضبوطی کا سامان کرتے ہیں۔

اسلام میں شوہر اور بیوی کا رشتہ کسی ہنی مون یا سال گرہ کا محتاج نہیں بلکہ جیسے جیسے وقت گزرتا جاتا ہے، شوہر اور بیوی حقوق و فرائض ادا کرنے میں مزید حساس ہوتے چلے جاتے ہیں۔ انہیں یہ فکر دامن گیر رہتی ہے کہ اللہ کے سامنے جب حاضر ہوں تو اس رشتے کے حوالے سے کسی ندامت کا سامنا نہ کرنا پڑے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ کمال صبر و تحمل، دور اندیشی اور غم گساری و ہمدردی کے ساتھ اس رشتے کو آخر دم تک نباہنے کی کوشش کرتے ہیں۔

ازدواجی تعلق اور یورپی اقوام کا وطیرہ:

شریعت نے جن امور کو حلال یا جائز قرار دیا ہے ان کی بھی حد مقرر کر دی ہے اگر اس حد سے تجاوز کیا جائے تو یہ حلال نہیں حرام ہو جاتا ہے مثلاً کھانے کی جن

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چیزوں کو حلال قرار دیا گیا ہے وہ حلال ہی ہیں بشرطیکہ وہ حلال ذریعے ہی سے حاصل کی گئی ہوں، اگر حرام ذریعے سے حاصل کی جائیں تو وہ حرام ہو جاتی ہیں۔ اسی طرح نماز پڑھنا ایک فرض، باعثِ اجر اور عبادات میں سے افضل عبادت ہے لیکن شرط یہ ہے کہ وہ وقت پر پڑھی جائے، جتنے فرض مقرر ہیں اتنے ہی پڑھے جائیں، سنت کے مطابق ادا کی جائے، جسم، کپڑے اور جگہ پاک ہو۔ اگر ان میں سے کوئی بھی شرط رہ گئی یا اپنی طرف سے اس میں کچھ ملا دیا تو نماز باطل ہو جائے گی اور نماز پڑھنے کے باوجود پڑھنے والا گنہگار ہوگا۔ غرض ہر جائز اور حلال کام کے لیے بھی شرائط، پابندیاں اور حدود ہیں جن کا پاس رکھنا ہر مسلمان کے لیے لازم ہے۔

میاں بیوی پر ستر و حجاب کی کوئی پابندی نہیں لیکن اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ وہ ایک دوسرے سے حیا کرنے میں بھی آزاد ہو چکے ہوں یا اپنے تعلقات میں اللہ تبارک وتعالیٰ سے بھی حیا کرنے میں آزاد ہیں۔ میاں بیوی کا مقاربت کے وقت حیا کے تقاضے پورے نہ کرنا بہیمانہ انداز ہے۔ جس طرح ایک باایمان شخص تنہائی میں بھی اللہ کے خوف سے لرزتا ہے اسی طرح میاں بیوی تنہائی میں بھی اللہ کے خوف سے لرزاں و ترساں رہتے ہیں۔

دورِ حاضر میں یہ سمجھ کر کہ میاں بیوی کے تعلق میں سب کچھ جائز ہے وہ امور بھی شامل کر لیے گئے ہیں جنہیں شریعت پسند نہیں کرتی۔ مثلاً میاں بیوی ایک دوسرے کے مقاماتِ ستر کو دیکھ سکتے ہیں لیکن بوقتِ ضرورت...... اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ ایک دوسرے کے سامنے بے لباس گھومتے پھرتے رہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میاں بیوی ایک ہی وقت میں، ایک ہی برتن سے اکٹھے غسل کر سکتے ہیں جس کا ثبوت بخاری ومسلم میں کتاب الطہارت کی اس حدیث سے ملتا ہے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں اور رسول اللہ ﷺ ایک ہی برتن (کے پانی) سے غسل کرتے۔ ہمارے ہاتھ ایک کے بعد ایک برتن میں پڑتے۔ کبھی آپ ﷺ عجلت فرماتے تو میں کہتی میرے لیے چھوڑ یئے، میرے لیے چھوڑ یئے اور اس وقت ہم دونوں جُنبی ہوتے۔

دورِ حاضر میں فلموں اور جنسی رسالوں میں زوجین کے تعلقات کے ایسے طریقے بتائے اور دکھائے جاتے ہیں جو جانوروں کے اس فعل سے بھی بدتر ہیں، افسوس تو یہ ہے کہ مسلمان مرد اور عورت ان طریقوں کو اسی طرح اپناتے چلے جا رہے ہیں جس طرح یورپی لوگوں میں عملاً ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اہلِ ایمان کے علاوہ دیگر تمام کافر قوموں کو جانور قرار دیا ہے۔

إِنْ هُمْ إِلَّا كَالْأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ سَبِيلًا ۔ (الفرقان:۴۴)

''نہیں یہ (کافر) تو چوپاؤں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی زیادہ گمراہ ہیں۔''

لہٰذا ان کافروں کے تمام طریقے جانوروں سے بھی بدتر طریقے ہیں، جب کوئی مسلمان یورپی اقوام کی نقالی کرتا ہے تو یہ کسی مہذب انسان کی نقالی نہیں بلکہ جانوروں سے بھی زیادہ بے حیا، بدتہذیب، اجڈ اور خونخوار تہذیب کی نقالی ہوتی ہے۔

یورپی لوگ جانوروں کی طرح مکمل ننگے رہنے میں کوئی عار یا گناہ نہیں سمجھتے۔ قانونی طور پر بھی ان کے ہاں ننگے رہنا کوئی جرم نہیں۔ جب کہ اسلام چاہے میاں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیوی ہی ہوں اور وہ تنہائی میں ہوں تو بلا ضرورت ایک دوسرے کے سامنے ننگے رہنے کی اجازت نہیں دیتا۔

یورپی طریقے کے بارے میں مولانا ثناءاللہ مدنی سے پوچھا گیا تو انہوں نے جواب دیا: یہ قبیح فعل ہے، اس سے احتراز ضروری ہے۔ اس کے مرتکب کے لیے حکم ہے کہ رب کے حضور توبہ واستغفار کرے۔ (فتاویٰ ثنائیہ مدنیہ ص:۸۷۶)

مولانا عبدالستار حماد نے جواب دیا: خاوند کو فطرت و شریعت کے دائرہ میں رہتے ہوئے اپنی بیوی سے تمتع کرنے کی اجازت ہے۔ سوال میں ذکر کردہ صورت اگرچہ شریعت کے خلاف نہیں لیکن فطرت سے متصادم ضرور ہے۔ واللہ اعلم

(فتاویٰ اصحاب الحدیث، ص:۴۹۵)

اس سلسلے میں یہ دو باتیں بھی پیشِ نظر ہیں:

(۱) اسلام نے کفار کی مشابہت کو حرام قرار دیا ہے اور اس قبیح فعل میں کفار کی مشابہت پائی جاتی ہے، حکم ہے:

من تشبه بقوم فهو منهم۔ (سنن ابی داؤد: ۴۰۳۱)

''جو جس قوم کی مشابہت اختیار کرے وہ انہیں میں سے ہے۔''

(۲) مسلمان کے ہر عمل کو باعثِ اجر قرار دیا گیا ہے بشرطیکہ وہ اخلاص کے ساتھ کیا جائے، گناہ سے بچ کر کیا جائے، سنت کے مطابق کیا جائے۔ ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ صحابہ کرام میں سے بعض نے نبی ﷺ سے دریافت کیا کہ جب ہم میں سے کوئی اپنی بیوی سے ہم بستری کر کے شہوت پوری کرتا ہے تو اس کے لیے ثواب ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ارأیتم لو وضعها فی حرامٍ أکان علیها فیها وِزرٌ؟ ''بتاؤ اگر کوئی حرام طریقے سے شہوت پوری کرے تو اس پر گناہ ہوگا یا نہیں؟ انہوں نے جواب دیا ہوگیا، فرمایا: فکذالک اذا وضعها فی الحلالِ کان لهٗ اجرٌ. ''اسی طرح جب وہ حلال طریقے سے شہوت پوری کرتا ہے تو اس کے لیے اجر ہے۔''

(مختصر صحیح مسلم، للالبانی، ح: ٥٤٥)

حاصل یہ کہ یورپ کے کمینے، گھناؤنے، خبیث طریقے کے مقابلے میں شریعتِ مطہرہ کا طریقہ ہی کافی ہے جو نمونہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی امت کے لیے چھوڑا وہ دنیا کے تمام ادیان اور تمام طریقوں سے اعلیٰ، نفیس، شائستہ اور طہارت و نظافت کا آئینہ دار ہے۔ ہمیں تو ہر غسل اور ہر وضو کے بعد یہ دعا بھی سکھائی گئی ہے:

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِیْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِیْنَ ۔

''اے اللہ! مجھے توبہ کرنے والوں میں سے بنا دے اور مجھے پاک رہنے والوں میں بنا دے۔'' (جامع ترمذی: ١/ ٧٨، صحیح الترمذی للالبانی: ١/ ١٨)

ازدواجی تعلق، حفظِ حیا اور شرعی قانون:

ایک عورت کا شوہر جہاد پر گیا ہوا تھا، وہ رات کے وقت اپنے شوہر کی جدائی اور اس کے وصال کی طلب کے مضمون پر مشتمل اشعار پڑھ رہی تھی، عمر رضی اللہ عنہ رات کو حسبِ معمول گشت کر رہے تھے، وہ اس عورت کے اشعار سن کر رک گئے...... غور کیا اور پھر دوسرے روز اپنی بیٹی حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے جو ام المومنین بھی تھیں۔ ان سے پوچھا کہ عورت اپنے شوہر کے بغیر کم از کم کتنی مدت رہ سکتی ہے؟ حفصہ رضی اللہ عنہا نے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چار ماہ کی مدت بتائی، غالباً ام المومنین نے اس سے استدلال کیا کہ ایلاء کی مدت بھی زیادہ سے زیادہ چار ماہ ہی رکھی گئی ہے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے مجاہدین کے لیے یہ قانون وضع کر دیا کہ ہر مجاہد کو چار ماہ بعد گھر جانے کی رخصت دی جائے۔ اگر مرد اپنی بیوی سے مدت تک دور رہے تو نکاح کا مقصد یعنی عفت و عصمت کی حفاظت اور جائز طریقے سے عورت کا ملاپ...... ہی ختم ہو جاتا ہے۔ گویا یہ قانون حیا کی حفاظت کے لیے بنایا گیا۔ نہ کوئی مرد زیادہ دیر بیوی سے جدا رہے گا اور نہ بیوی وصال و ہجر کے اشعار پڑھنے اور گنگنانے کی طرف مائل ہوگی۔

دورِ حاضر میں جو مرد تلاشِ معاش کے لیے طویل عرصے تک بیرونِ ملک چلے جاتے ہیں ان کو بھی سوچنا چاہیے، جب کہ آج کل تو فتنے کے اور بھی ہزاروں سامان بڑھ چکے ہیں۔ اگر ایک سے زیادہ بیویاں ہوں تو ان کے درمیان باری مقرر کرنے میں بھی یہی حکمت کارفرما ہے کہ ایک عورت زیادہ دیر تک شوہر سے جدا نہ رہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِنّ المرأۃَ تُقْبِلُ فِیْ صُورۃِ شیطانٍ وتُدْبِرُ فِیْ صُورۃِ شیطانٍ فاذا اَبْصر احدُکم امرأۃً فلْیأتِ اَھْلِہٖ فَاِنّ یرُدُّ ما فِیْ نَفْسِہٖ۔

"عورت شیطان کی طرح آتی ہے اور شیطان کی طرح جاتی ہے جب کوئی عورت کسی کو بھلی لگے تو گھر آ کر اپنی بیوی سے حاجت پوری کر لے جس سے اجنبی عورت کا اثر جاتا رہے گا۔" (مسلم، کتاب النکاح، باب ندب من رأی امرءۃ: ١٤٠٣)

اللہ تعالیٰ ہمارے معاشرے کو اسلام کی اعلیٰ اخلاقی قدروں کا امین بنائے اور ہمیں ہر معاملے میں ان کی پاسداری کا احساس عطا فرمائے۔ آمین!

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسلامی معاشرت
کے اہم انفرادی پہلو

☆ انسان کا مقصد حیات اللہ کی عبادت واطاعت ہے۔ لہذا ہر لمحے اس کی عبادت واطاعت کے تقاضے...... اطاعت رسول ﷺ کی حدود میں رہ کر کرنا۔

☆ خاتم النبیین ﷺ کی اطاعت اور محبت کو ہر شعبہ زندگی میں ملحوظ رکھنا۔

☆ اولاد کو اللہ کی خاص نعمت سمجھ کر...... اسلامی اقدار وآداب کے تحت اس کی پرورش کرنا۔

☆ بلوغ کی عمر کو پہنچتے ہی فوراً نکاح کا اہتمام کرنا۔

☆ انتخاب زوج کی تلاش میں تقویٰ کو ترجیح دینا۔

☆ طویل منگنی کی بجائے نکاح اور رخصتی کرنا۔

☆ اشیائے ضرورت میں نبوی معیار کو نمونہ بنانا...... زائد ملے تو اللہ تعالی کی حدود میں رہ کر خرچ کرنا۔

☆ اللہ تعالیٰ کے حکم استیذان پر عمل کرنا۔

☆ ستر وحجاب...... اور غض بصر کی پابندی کرنا۔

☆ حقوق لینے کی بجائے دوسروں کے حقوق ادا کرنے میں کوشاں رہنا۔

☆ مرد کا منصب قوام کے تقاضے...... کفالت بہ کسب حلال...... حفاظت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اوامر ونواہی ......اور امارت وخلافت کا علم حاصل کرنا...... اور ممکنہ حد تک اسے بروئے کار لانا......

☆ خواتین کا احترام اور وقار برقرار رکھنا۔

☆ عورت کا گھر میں ٹک کر اطاعت قوام (شریعت کی حدود میں رہ کر) کرنا اور نگرانی اطفال کی ذمہ داریاں نبھانا۔

☆ دنیا کی دیگر اقوام کی مسرفانہ زندگی اور تعیش کے بجائے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے طرز حیات کی پیروی کرنا۔

☆ رفاہ دنیا کے بجائے فلاح آخرت میں ڈوبے رہنا۔

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

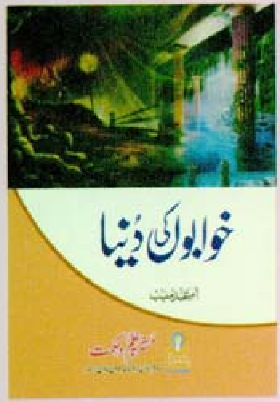

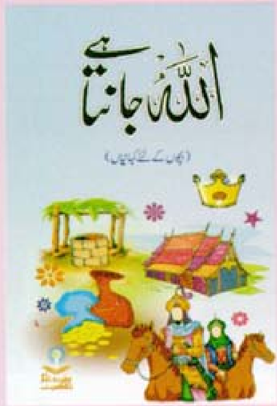

مشربہ علم و حکمت
ندیم ٹاؤن ڈاکخانہ اعوان ٹاؤن لاہور
0321-4609092

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ